سعودی حکومت اور معاشرے کی چند امتیازی خصوصیات

تحریر: جناب حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

سعودی عرب کو عالم اسلام میں ایک ممتاز اور نمایاں مقام حاصل ہے۔اس کا یہ امتیاز کئی اعتبارات سے ہے۔اس کی چند امتیازی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1۔اس پر ایک ایسا خاندان حکمرانی کر رہا ہے جو دین و دنیا کا جامع ہے۔دنیوی دولت وثروت سے بھی اللہ نے اس کو نوازا ہے اور دین کی نہایت بیش قیمت نعمت بھی اسے عطا کی ہے۔دنیوی اسباب و وسائل کی فراوانی کی جو خرابیاں ہیں، اس سے یہ خاندان بھی اگرچہ بالکل پاک نہیں ہے تاہم دین کے ساتھ اس کی وابستگی نے اسے یکسر بے لگام نہیں ہونے دیا۔جیسے دوسرے مسلمان ملکوں کے حکمرانوں کا حال ہے۔

2۔اس حکمران شاہی خاندان نے اپنی بے پناہ خداداد دولت کو صرف اپنی ذاتی آسائشوں، سہولتوں اور عیش وعشرت کیلئے وقف نہیں کیا، بلکہ بیشتر حصہ عوام کی فلاح و بہبود پر صرف کیا ہے۔اس خاندان نے عوام کو ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچانے کیلئے جس طرح پورے ملک میں سڑکوں کا وسیع جال پھیلایا ہے، حتیٰ کہ ان کی راہ میں رکاوٹ بننے والے پہاڑوں کو تراش کر، یا ان میں سرنگیں بنا کر جو کارنامہ سرانجام دیا ہے، وہ اس خاندان کی عظیم تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔اسی طرح دیگر سہولتوں کی فراوانی ہے، مثلاً ٹیلیفون، پانی، بجلی، صفائی، صحت اور امن عامہ وغیرہ کا حال ہے۔سعودی حکومت ان تمام شعبوں پر عوام کے آرام وراحت کیلئے بے پناہ دولت خرچ کر رہی ہے۔اس ملک میں پانی کی جو قلت تھی، وہ محتاج وضاحت نہیں لیکن اس حکومت کے اندر عوام کی خدمت کا جو جذبہ ہے، اس نے اس مشکل کو بھی حل کر دیا ہے اور آج کہیں بھی سعودی عرب میں پانی کی قلت محسوس نہیں کی جاتی۔

3۔اس ملک میں انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، سیلز ٹیکس، کیپٹل ٹیکس، کیپٹل ویلیو ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی، امپورٹ ایکسپورٹ (کسٹم) ڈیوٹی، محصول چونگی اور دیگر ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں کا وجود تک نہیں۔ہر چیز فری ڈیوٹی اور فری ٹیکس ہے۔حکومت عوام سے کچھ نہیں لیتی، بلکہ انہیں دیتی ہے اور تمام شہری وتمدنی سہولتیں، جن پر کروڑوں اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں، حکومت عوام کو مفت مہیا کرتی ہے، حتیٰ کہ ٹیلیفون کی لوکل کالیں تک مفت ہیں۔

4 ۔ ہر جگہ شفاخانوں اور ہسپتالوں کا وسیع انتظام ہے جن میں علاج معالجے کیلئے دنیا کے بہترین ڈاکٹر اور جدید ترین مشینیں موجود ہیں۔ ان ہسپتالوں میں سرکاری ملازمین اور ان کے اہل خانہ کو علاج کی فری سہولتیں حاصل ہیں۔ تاہم اس سہولت کو تمام باشندگان ملک کیلئے عام کرنے کی ضرورت ہے، عام لوگ شاید ان سہولتوں سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ سعودی حکومت کو چاہیے کہ دیگر سہولتوں کی طرح علاج معالجے کی فری سہولت کو بھی زیادہ سے زیادہ عام کرے تاکہ تمام باشندگان ملک اس سے فائدہ اٹھائیں۔ ایک خوش حال رفاہی مملکت کیلئے یہ بہت ضروری ہے۔

5 ۔ یہ ملک کرپشن (رشوت، بددیانتی وغیرہ) ملاوٹ اور اس قسم کی دیگر قباحتوں سے بہت حد تک پاک ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ کا کوئی تصور نہیں، ہر چیز صاف ستھری اور خالص ہے۔ تاجروں میں لوٹ کھسوٹ اور گراں فروشی کا رجحان عام طور پر نہیں۔ حتیٰ کہ حج کے ایام میں جبکہ پچاس ساٹھ لاکھ حاجیوں کا جم غفیر ہر طرف سے وہاں جمع ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اشیاء کی قلت ہوتی ہے نہ ان کی قیمتوں میں خاص اضافہ۔ ہر چیز فراوانی سے ملتی ہے اور بالعموم معمول کی قیمتوں پر۔

6 ۔ امن عامہ کے لحاظ سے بھی یہ ملک ایک مثالی ملک ہے، جہاں چوری کا خدشہ ہے نہ ڈاکہ زنی کا۔ باشندگان ملک کی جان، مال، عزت و آبرو، ہر چیز کے تحفظ کا بہت حد تک انتظام ہے۔ اس میں جہاں قانون کی حکمرانی، پولیس اور انتظامیہ کی مستعدی اور چوکسی کا دخل ہے، وہاں اسلامی حدود کے نفاذ کی برکت بھی شامل ہے۔ ان دونوں چیزوں نے مل کر سعودی معاشرے کو مکمل امن و سکون فراہم کیا ہوا ہے۔

7 ۔ اس کا تعلیمی نصاب دین و دنیا کی جامعیت کا بہترین نمونہ ہے جس کی کوئی دوسری مثال اس وقت عالم اسلام میں نہ ہے۔ ابتدائی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح تک طالب علموں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور ان کی دینی تربیت کا خاص اہتمام ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ نسل نو کے اندر دین سے بیگانگی کی بجائے دین سے وابستگی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ سعودی عرب کی نوجوان نسل تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی اقدار و روایات کی پابند اور اسلامی شعائر کا احترام کرنے والی ہے۔

8 ۔ اس میں مخلوط تعلیم کا تصور نہیں بلکہ لڑکیوں کیلئے اعلیٰ تعلیم کی تمام سہولتیں موجود ہیں لیکن حجاب کی مکمل پابندی کے ساتھ۔ پردے کا اتنا اہتمام ہے کہ طالبات کو اگر کہیں سڑک پار کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو اس

کیلئے ایسا پل تعمیر کر دیا گیا ہے جو بالکل بند ہے، پُل پر سے گذرتی ہوئی طالبات پر کسی کی نظر ہی نہیں پڑتی۔

9۔ اس کے علاوہ دینی تعلیم کا خصوصی طور پر نہایت وسیع انتظام ہے جہاں پوری دنیا سے طلبا آتے ہیں اور دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوتے ہیں۔ انہیں ہر طرح کی سہولتوں کے علاوہ نہایت معقول وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ اس سے عالم اسلام ہی کے طلبا فیض یاب نہیں ہو رہے، بلکہ غیر مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کے بچے بھی ان سے استفادہ کرر ہے ہیں اور یہاں سے فراغت کے بعد اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی تعلیم و تربیت کے فروغ اور نشر واشاعت کا کام کرر ہے ہیں۔ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور الریاض تینوں مرکزی شہروں میں بڑی بڑی جامعات ہیں۔ مدینہ منورہ میں جامعہ اسلامیہ ہے، مکہ مکرمہ میں جامعہ اُم القریٰ ہے اور الریاض میں جامعۃ الملک سعود اور جامعۃ الامام محمد بن سعود ہیں۔ یہ چاروں یونیورسٹیاں بڑی وسیع ہیں، جہاں ہزاروں بیرونی طلبا دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بعض میں طالبات بھی۔ ان پر بلا مبالغہ لاکھوں نہیں، کروڑوں روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے جو صرف سعودی حکومت برداشت کرتی ہے۔

10۔ اس کے علاوہ دعوت و تبلیغ اور افتاء وارشاد کا ایک نہایت وسیع سلسلہ ہے جو پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ سعودی حکومت اپنی طرف سے مبعوث مقرر کرتی ہے جس کو گراں قدر ماہانہ مشاہرہ دیا جاتا ہے، یہ مبعوثین سعودی خرچ پر امریکہ، فرانس، انگلستان اور دیگر مغربی ممالک کے علاوہ افریقہ، چین و جاپان وغیرہ اور عالم اسلام کے مختلف ملکوں میں اسلام کی تعلیم و تدریس اور ارشاد و تبلیغ کا کام بڑے وسیع پیمانے پر کرر ہے ہیں۔

11۔ اسی طرح مساجد و مدارس اور اسلامی مراکز کے قیام کا مسئلہ ہے، سعودی حکومت پوری دنیا میں ان کی تعمیر پر بھی دل کھول کر خرچ کر رہی ہے اور جہاں بھی اسلامی اداروں اور مسجدوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں کے مسلمانوں کیلئے وہ تعمیر کرتی ہے یا اس میں گراں قدر تعاون کرتی ہے۔ اسی طرح ایسے علاقوں اور ملکوں میں جہاں کے مقامی مسلمان اپنے طور پر مسجد و مدرسہ وغیرہ بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے، سعودی حکومت کے تعاون سے ان کی اس بنیادی دینی ضرورت کا بندوبست کر دیا جاتا ہے (اس محاذ پر کویت کی بعض اسلامی تنظیمیں بھی نہایت گراں قدر کام کر رہی ہیں) اسلام آباد (پاکستان) کی عظیم الشان شاہ فیصل مسجد بھی سعودی عرب کی خصوصی امداد ہی سے تعمیر ہوئی ہے۔ اسی طرح کتنی ہی مسجدیں اور دینی ادارے اس کے خصوصی تعاون سے قائم ہوئے یا اس کے تعاون سے چل رہے ہیں۔

⑫۔توحید وسنت کی خالص دعوت اور تعلیم کی نشر و اشاعت کیلئے متعدد کتابیں بھی لاکھوں کی تعداد میں سعودی حکومت نے چھاپی ہیں اور انہیں مفت تقسیم کیا ہے۔عربی کے علاوہ بعض کتابیں دیگر زبانوں میں بھی چھاپ کر تقسیم کی گئی ہیں۔اس کی جامعات بھی یہ کام وسیع پیمانے پر کر رہی ہیں اور وہ علمی وتحقیقی کتابوں اور مخطوطوں کو شائع کر کے عالم اسلام میں پھیلا رہی ہیں۔

⑬۔اس طرح اب جدید ذریعہ تعلیم وتبلیغ ،الیکٹرانک میڈیا، آڈیو ویڈیو سے بھی کام لیا جارہا ہے اور ان کی بھی مفت تقسیم کا سلسلہ جاری ہے، بالخصوص غیر مسلموں اور نو مسلموں کی تعلیم وتربیت کیلئے اس سے خوب فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔الریاض وغیرہ میں بالخصوص، جالیات کے نام سے قائم ادارہ اور سعودی عرب میں مقیم غیر مسلموں اور نو مسلموں کی تعلیم وتربیت کا کام نہایت احسن طریقے سے کر رہا ہے اور اس کے نہایت مفید نتائج سامنے آرہے ہیں۔

⑭۔دنیا کی تمام زبانوں میں قرآن کریم کی نشر واشاعت کیلئے ایک نہایت وسیع ادارہ، شاہ فہد قرآن کمپلیکس مدینہ منورہ، شب وروز مصروف عمل ہے۔یہ ایک بہت ہی وسیع ادارہ ہے، اس کی بلڈنگ ہی اتنی وسیع ہے کہ اس کی تعمیر پر ۲۰ کروڑ سعودی ریال خرچ ہوئے ہیں۔اس میں طباعت وکتابت اور دیگر فنی شعبوں کے علاوہ شعبہ ترجمہ ہے جس میں دنیا کی تمام اہم زبانوں میں قرآن مجید کا مستند ترجمہ کرنے کا کام ہو رہا ہے۔بہت سی زبانوں میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور دیگر زبانوں میں ترجمے کا کام جاری ہے۔ایک شعبہ ریکارڈنگ ہے جس میں مستند اور خوش الحان قاریوں کی آواز میں قرآن کریم کی تلاوتیں ریکارڈ کی جاتی ہیں اور انہیں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ایک شعبہ حدیث ہے جس میں احادیث کی تخریج وتحقیق کا کام ہو رہا ہے تا کہ مستند احادیث کو کمپیوٹرائز کر دیا جائے اور ان سے استفادہ آسان ہو جائے۔علاوہ ازیں سادہ قرآن مجید بھی کروڑوں کی تعداد میں شائع کر کے پوری دنیا میں ان کو تقسیم کیا گیا ہے۔اس ادارے میں کام کرنے والے افراد کی تعداد ہی دو ہزار کے قریب ہے جس سے اس ادارے کی وسعت وعظمت اور خدمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

⑮۔حجاج کرام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کیلئے بھی سعودی حکومت مختلف منصوبوں پر سارا سال کام کرتی رہتی ہے اور ان پر بے پناہ رقم صرف کرتی ہے۔مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ کے یہ مہمان جو صرف فریضہ حج یا عمرے کی ادائیگی کیلئے اطراف واکناف عالم سے آتے ہیں انہیں تکلیف نہ ہو اور آرام اور خوش اسلوبی کے ساتھ وہ مناسک حج وعمرہ ادا کر سکیں۔حالانکہ ان کا قیام چند روزہ ہوتا ہے اور بعض جگہ تو صرف ایک روز ہی قیام ہوتا ہے، جیسے عرفات میں وقوف عرفات۔لیکن اس ایک روزہ وقوف کیلئے سعودی حکومت نے میدان عرفات

میں وسیع پیمانے پر حجاج کرام کو سہولتیں پہنچانے کیلئے جو کام کیے ہیں، وہ حجاج کرام کے بے مثال جذبہ خدمت کا ایک نمونہ ہے۔ اس بے آب و گیاہ جنگل کو گل و گلزار میں بدل دینے کے علاوہ ایسے فواروں کا انتظام کیا گیا ہے جن سے پانی کی نہایت باریک فوار نکلتی ہے جو سورج کی حدت و تمازت کو کم کر دیتی ہے، اس طرح بڑی تعداد میں غسل خانے اور بیت الخلاء تعمیر کر دیئے ہیں تاکہ حجاج کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح لاکھوں کی تعداد میں پانی کے ٹھنڈے لفافے منیٰ و عرفات میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور اہل خیر کی طرف سے کھانا بھی۔

16۔ اس حکومت کو حرمین شریفین کی خدمت کرنے کا جو شوق ہے، وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ویسے تو حرمین کی خدمت ہی ہر دور ہی کی مسلمان حکومتیں کرتی آئی ہیں لیکن سعودی دور حکومت اور ان میں سے بھی موجود سعودی فرماں روا، شاہ عبداللہ کے دور میں حرمین کی توسیع کا کام جس وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے اور اس پر اربوں کے حساب سے جس طرح روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حرمین کی توسیع کیلئے قرب و جوار کے مکانوں، دکانوں کو محض حکومتی طاقت کے ذریعے سے برائے نام قیمت پر حاصل نہیں کیا گیا، بلکہ زیادہ سے زیادہ قیمت دے کر انہیں خریدا گیا، اس لحاظ سے دنیا کی کوئی زمین اتنی گراں قیمت پر آج تک فروخت نہیں ہوئی، جتنی گراں قیمت پر حرمین کی توسیع کیلئے خریدی گئی زمینیں فروخت ہوئیں۔ اس کے بعد خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں عظیم الشان توسیع ہوئی اور ان میں ائیر کنڈیشنڈ کی سہولت بھی مہیا کی گئی۔ علاوہ ازیں دونوں حرموں کے باہر نہایت وسیع صحن بنا دیا گیا ہے جن پر ہزاروں افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ خانہ کعبہ میں اس کے نیچے انڈر گراؤنڈ راستے بنا دیئے گئے ہیں اور اب بسیں ان راستوں کے ذریعے سے حجاج کرام کو حرم کے بالکل قریب اتارتی ہیں اور وہیں سے حجاج کرام اپنی اپنی رہائش گاہوں میں آسانی سے واپس جا سکتے ہیں۔ مسجد نبوی میں بھی آنے جانے کی بڑی سہولت ہو جائے گی۔ مسجد نبوی میں جو توسیع ہوئی ہے اس میں عہد رسالت کی پوری مدنی آبادی شامل ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس حکومت کی حفاظت فرمائے تاکہ وہ مستقبل قریب میں اپنے اس منصوبے کو بھی بروئے کار لا سکے۔ مسجد نبوی کے باہر پہلے دو منزلہ باتھ روم تھے، اب جدید توسیع میں انہیں بھی تین منزلہ کر دیا گیا ہے اور ان کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ان باتھ روموں میں پانی اور صفائی کا ایسا اعلیٰ انتظام ہے کہ لاکھوں افراد انہیں استعمال کرتے ہیں لیکن گندگی اور بدبو پیدا نہیں ہوتی۔ یہ بھی حسن انتظام اور بے مثال خدمت کا ایک نمونہ ہے۔

17۔ آج سے چند سال قبل تک حجاج کرام جو لاکھوں کی تعداد میں منیٰ میں قربانیاں کرتے تھے، وہ بالعموم نہ صرف ضائع ہو جاتی تھیں، بلکہ ان سے سخت تعفن پھیلتا تھا۔ یہ ایک نہایت سنگین مسئلہ تھا۔ اسے بھی سعودی حکومت نے اپنے تدبر اور حسن انتظام سے حل کر دیا ہے۔ اس کیلئے پہلے پورے عالم اسلام سے علماء جمع کر کے ان کی رائے لی گئی اور ان سے اس کا شرعی حل معلوم کیا گیا، ان سے مشاورت کے بعد سعودی حکومت نے بنکوں اور مختلف اداروں کو حجاج سے جانوروں کی رقم وصول کرنے کا اختیار دے دیا۔ ان کی جمع شدہ رقم کے مطابق اتنی تعداد میں جانور ذبح کر کے انہیں محفوظ کر لیا جاتا ہے اور ان کا گوشت ان علاقوں میں بھیج دیا جاتا ہے جو غربت زدہ، آفت زدہ اور قحط زدہ ہوتے ہیں۔ تاہم جو حجاج خود جانور خرید کر ذبح کرنا چاہیں، اس کی بھی ممانعت نہیں۔ حجاج کی ایک تعداد خود بھی ذبح کرتی اور گوشت اپنے کھانے کے استعمال میں لاتی ہے لیکن جو اس چکر میں پڑنا پسند نہیں کرتے، یا جو حاجی صرف چھری پھیر کر جانور کو مذبح میں ہی چھوڑ آتے ہیں، ان کیلئے سعودی حکومت نے وسیع پیمانے پر ان کی طرف سے قربانی کرنے اور اس کا گوشت مستحقین میں تقسیم کرنے کا انتظام کر دیا ہے۔ یہ بھی سعودی حکومت کی ایک عظیم الشان خدمت ہے، اب ان قربانیوں سے جو پہلے، ضائع کر دی جاتی تھیں، لاکھوں غریب مسلمان فائدہ اٹھاتے ہیں۔

18۔ سعودی حکومت کے متعدد ادارے عالم اسلام کی ممتاز شخصیات، افراد اور اہل علم وفکر کو ہزاروں کی تعداد میں اپنے خرچ پر یا ایام حج کی مہمان نوازی کی بنیاد پر حج کیلئے بلاتے ہیں۔ ان میں رابطہ عالم اسلامی ہے، وزارۃ الحج والاوقاف ہے، وزارۃ الاعلام ہے اور خود شاہی سیکریٹریٹ ہے۔ یہ چاروں ادارے اپنے اپنے دائرے کے لوگوں کو حج کی دعوت دیتے ہیں، بہت سوں کو ٹکٹ بھی خود ہی دیتے ہیں اور بہت سوں کو صرف ایام حج کی شاہی مہمان نوازی سے ہی نوازتے ہیں۔ بہر حال سعودی حکومت کا یہ کارنامہ بھی جس پر وہ بہت بڑی رقم خرچ کرتی ہے، اس کے دینی جذبے ہی کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اس کا بہترین صلہ اسے دنیا و آخرت میں عطا کرے۔

19۔ عالم اسلام میں، جہاں زیادہ غربت ہے یا وہ ممالک کفار، جن میں مسلمان اقلیت کے طور پر آباد ہیں اور وہاں وہ کفار کے ظلم وستم کا نشانہ ہیں، سعودی حکومت ان کی بھی امداد کا حتیٰ الامکان اہتمام کرتی ہے، بالخصوص افریقہ وغیرہ میں، جہاں عیسائی مشنریاں زیادہ سرگرم ہیں اور مسلمانوں کی غربت سے فائدہ اٹھا کر انہیں عیسائی بنانے کی کوشش کرتی ہیں، سعودی حکومت ہی وہ واحد حکومت ہے جو ایسے علاقوں میں غریب مسلمانوں کی امداد

کر کے یا وہاں علماء ودعاۃ بھیج کر انہیں ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرتی ہے۔

20۔اسی طرح مسلمان ملکوں اور حکومتوں کے ساتھ بھی وہ مخلصانہ تعاون کرتی ہے اور ہر آڑے وقت میں ان کا سہارا اور دست وبازو بنتی ہے۔جیسے 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں شاہ فیصل مرحوم نے پاکستان کی بھرپور اخلاقی اور مادی مدد کی اور پاکستان کیلئے اپنے تمام وسائل وقف کر دینے کا اظہار کیا۔غفراللہ لہ ورحمہ۔اسی طرح جہاد افغانستان میں سعودی حکومت نے ہر قسم کا تعاون کیا اور بھی دیگر ملکوں اور علاقوں کے ساتھ اس کا یہی معاملہ ہے جیسے فلسطین وغیرہ کا مسئلہ ہے۔بہر حال اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے وسائل کو عالم اسلام کی فلاح وبہبود پر خرچ کرنا اور مسلمانوں کے مصائب وآلام میں ان کو مادی سہارا مہیا کرنا سعودی حکومت کا شعار اور اس کا عزم وجذبہ ہے۔

21۔سعودی عرب میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی احتساب کا کڑا انتظام ہے جو ایک اسلامی مملکت کا بنیادی فریضہ ہے۔اس لیے وہاں کوئی شخص منکرات اور خلاف شریعت کاموں کا کھلم کھلا ارتکاب نہیں کر سکتا۔حکومت کے علم میں ایسی باتیں آتی ہیں تو فوراً ان کے احتساب اور ان کے سد باب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اذان ہو جانے کے بعد کسی شخص کو دکان یا ہوٹل کھلا رکھنے کی جرأت نہیں ہوتی،کیونکہ اقامت صلوٰۃ کا حکومتی سطح پر انتظام ہے اور نماز نہ پڑھنے والوں کا مؤاخذہ ہوتا ہے۔منکرات کے ازالے کیلئے علماء کی رائے کا بالعموم احترام کیا جاتا ہے،چنانچہ سعودی حکومت میں جب ڈش اینٹینا عام ہونے لگے تو علمائے کرام نے اس سے پھیلنے والی بے حیائی اور قباحتوں کا ذکر شاہ فہد سے کیا اور انہوں نے علماء کی رائے پر عمل کرتے ہوئے اس پر پابندی عائد کر دی۔

22۔سعودی عرب میں اسلامی سزائیں ہیں،اسی طرح منشیات فروشوں کیلئے بھی موت کی سزا ہے اور وہاں یہ سزائیں عام طور پر جمعہ کی نماز کے بعد کسی جامع مسجد کے باہر یا اس کے صحن میں بر سر عام دی جاتی ہیں،تاکہ لوگ اس سے عبرت پکڑیں،جیسا کہ قرآن کریم میں حکم ہے۔ان اسلامی سزاؤں کے نفاذ کی برکت ہے کہ وہاں چوری،رہزنی اور قتل وغارت گری تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔سزاؤں میں کوئی رو رعایت نہیں کی جاتی اور نہ کسی کی سفارش سے سزا پر عمل درآمد رکتا ہے۔جو مجرم ہو،چاہے اس کا تعلق شاہی خاندان سے ہو،جرم کے مطابق سزا پاتا ہے۔

23۔وہاں عدلیہ بالکل آزاد ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں فوراً بلا تاخیر فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔شاہ وقت کو بھی سفارش کرنے کی جرأت نہیں ہوتی،کیونکہ اسے پتہ ہے کہ عدالت میں بے لاگ انصاف ہوگا۔وہاں

قانون سب کیلئے یکساں ہے، امیر اور غریب قانون کی نظر میں سب ایک ہیں۔

24۔ سعودی حکومت میں فقہی جمود اور حزبی تعصب نہیں ہے، وہ تمام اسلامی فرقوں کا احترام اور تمام مکاتب فکر کے علماء سے استفادہ کرتی ہے سوائے اہل بدعت کے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی جامعات میں حنفی، شافعی اساتذہ کافی تعداد میں ہیں، صرف حنبلی یا اہل حدیث اساتذہ ہی نہیں ہیں۔ مسلک کی بنیاد پر غیر حنبلی اساتذہ سے نہ تعصب برتا جاتا ہے نہ ان سے کوئی امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اجتہادی مسائل میں فقہی توسیع سے کام لیا جاتا ہے اور ان تمام مکاتب فکر کے علماء سے یکساں طور پر استفادہ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی فقہ اکیڈمی، جس میں کبار سعودی علماء شامل ہیں، اس میں وہ قرآن وحدیث کی برتری کو تسلیم کرتے ہوئے چاروں فقہوں سے استفادہ کرتی ہے، کسی ایک ہی فقہ پر اصرار نہیں کرتی اور ہر معاملے میں کسی ایک فقہ کی رائے پر عمل کرنے کی بجائے وہ براہ راست قرآن وحدیث کی نصوص سے استدلال کرتی ہے۔ اس دور میں اجتہاد کا یہی صحیح اور بہترین طریقہ ہے جو سعودی عرب کی حکومت نے اختیار کیا ہے۔

25۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ توحید وسنت کے بارے میں کسی مفاہمت کی قائل نہیں۔ اس لیے شرک و بدعت اسے کسی طور بھی گوارا نہیں۔ شرکیہ اور بدعیہ امور سے یہ خطہ پاک ہے، پورے سعودی عرب میں کوئی پختہ قبر نہیں، کسی صحابی یا بزرگ کی قبر پر قبہ اور گنبد نہیں، کوئی قبر مشکل کشائی کیلئے مرجع خلائق نہیں، میلاد وگیارہویں کی رسمیں اور جلوس نہیں۔ بہت سی کوتاہیوں کے باوصف سعودی عرب کا یہ کردار، توحید وسنت سے پیار اور شرک و بدعت سے بغض وعناد۔ ایک مثالی کردار ہے جو خالص اور بے آمیز اسلامی تعلیمات پر مبنی اور (مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ) کا آئینہ دار ہے۔

26۔ سعودی حکومت اسلام کی علم بردار اور وحدت اسلامی کی داعی ہے۔ وہ مسلمانوں کو عرب قومیت کی طرف نہیں بلاتی، جیسے بعض عرب قائدین کی دعوت ہے، اسی طرح کسی اور ازم کی طرف نہیں بلاتی، جیسے بدقسمتی سے آج مسلمان ممالک پر بہت سے قائدین کا شیوہ ہے۔ نہ وہ سیکولرازم کی داعی ہے، جیسے بہت سے مسلمان لیڈر اس افتراق کے نچوڑ ہیں۔ وہ مغربی تہذیب کی فدائی بھی نہیں، جیسے آج تمام اسلامی ممالک اس کے والہ وشیدا ہیں۔ توحید وسنت کے تقاضوں کی طرح، اسلامی تہذیب وتمدن کے طور واطوار بھی آج صرف سعودی معاشرے میں ہی نظر آتے ہیں، ورنہ ہر مسلمان ملک کا معاشرہ جیسے شرک و بدعت سے آلودہ ہے، ویسے ہی بے حیائی اور بے پردگی بھی اس میں عام ہے۔ أعاذنا الله منهما